Vol/Issue:
Year / Month: 2011
Deg. Lib /LAC/ Urdu

لالۂ طور

اقبالؒ

اُردو ترجمہ: سلطان الحق شہیدی کاشمیری

اقبال انسٹی ٹیوٹ آف کلچر اینڈ فلاسفی کشمیر یونیورسٹی

Himalayan Degree College
LIBRARY
ACS No. 35435
Rajouri

لالۂ طور

(منظوم ترجمہ)

مترجم

سلطان الحق شہیدی کشمیری

اقبال انسٹی ٹیوٹ آف کلچر اینڈ فلاسفی کشمیر یونیورسٹی

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

نام کتاب	ـــــــــــ	لالۂ طور
مترجم	ـــــــــــ	سلطان الحق شہیدی
اشاعت	ـــــــــــ	۲۰۱۱ء
تعداد	ـــــــــــ	پانچ سو
قیمت	ـــــــــــ	Rs. 200/=

باسمہٖ تعالیٰ

پیش لفظ

[illegible]اک چنے چبانا، ہتھیلی پر سرسوں جمانا یا پانی میں آگ لگانا، ا[illegible]م کو کہتے ہیں جو ناممکن حد تک مشکل ہو۔ چنانچہ کسی زبان کے [illegible] کو دوسری زبان میں ڈھالنا، ایسا ہی عمل ہوتا ہے خصوصاً ش[illegible]ب کو جو ایک جگر کاوی اور جاں گدازی کا فن ہے۔

ترجمہ کے فن پر لکھی گئی کتابوں کو میں نے 1958 میں ریسرچ لائبریری واقع لال منڈی میں اس کے جہاں دیدہ لائبریرین رام جو کی نگرانی میں بغور پڑھا تھا۔ میرے دوست ہمدم کاشمیری نے میرے ترجمہ کی صلاحیتوں کے پیش نظر اس میدان میں اترنے کے لئے آمادہ کیا۔ ان دنوں روزنامہ خدمت میں عمر خیام کی رباعیات کا منظوم کشمیری ترجمہ چھپا کرتا تھا جو صرف ترجمہ برائے ترجمہ ہوتا تھا۔ ہمدم نے مجھے اپنی جولانی طبع دکھانے کی تحریک دلائی چنانچہ جب میرا ترجمہ ہمدم کے پیش لفظ کے ساتھ اخبار میں چھپا تو کشمیر کے نامی گرامی شعراء نے اسے پسند کیا اور چشم کشا بتایا۔

1960ء میں میں نے روزنامہ خدمت ہی میں اقبال کے پیام مشرق کا منظوم کشمیری ترجمہ قسطہ وار شائع کرایا جس کو دیکھ کر اکابر شعرائے کشمیر نے ایسا کام کرنے کو کشمیری زبان و ادب پر ایک احسان گردانا...... پیام مشرق کا مکمل ترجمہ کر کے غلام نبی خیال نے اسے اقبال اکادمی لاہور کی طرف سے طبع کرانیکی تجویز پیش کی لیکن اسے کشمیر کلچرل اکادمی نے 1989ء میں شائع کیا ہر چند کہ اس کا کوئی معاوضہ نہیں ملا۔ میرے ترجمہ کی قدر افزائی رحمٰن راہی، غلام نبی فراق اور میر غلام رسول نازکی (مرحوم) نے کی جس نے مجھے سخت کوشی اور شعلہ نوشی کا حریف بنانے میں مدد دی۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ کئی اور کتابوں کا ترجمہ ہاتھ میں لینے کی جرأت رندانہ سے کام لیتا رہا۔ یوں اردو اور فارسی سے کشمیری میں اور کشمیری سے اردو میں کئی کتابوں کے تراجم وجود میں آتے رہے اور اب اس وقت میرے پاس ترجمہ کاری کا پچاس سالہ تجربہ محفوظ ہے۔

ترجمہ کرنے والے صاحب قلم و علم کے لئے سب سے بڑی مشکل اس وقت آن پڑتی ہے اگر اسے نظم یا شعر کے اصل

میٹر اور وزن کے شکنجے میں رہ کر ہی دوسری زبان میں ترجمہ کرنا ہو۔ اس مشکل مرحلہ سے گذرنے کا چیلنج قبول کرنا اور کہیں بھی عجز کا اظہار نہ کرنا کارے دارد والا معاملہ ہے اور اس آزمائش سے گزرنا نہایت ہی دل گردہ رکھنے کا تقاضہ کرتا ہے اور اس مرحل سے گذرنا اکثر میرا معمول رہا ہے۔ چنانچہ لالۂ طور کا ترجمہ اس امر کا شاہد عادل ہے۔ مظہر امام اور کمال احمد صدیقی جیسے شعراء نے یہ ترجمہ دیکھ کر مجھے کئی باران کے ہاتھ سونپنے کو کہا تھا تاکہ وہ اسے باہر کے رسائل میں شائع کرائیں۔ لیکن میری سرمستی لاابالی یا بے نیازی نے اس بات کو درخوراعتناء نہیں سمجھا۔ دراصل مجھے بھی اپنی صلاحیتوں کا بخوبی ادراک نہیں تھا۔ گویا اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے۔ کچھ اس میں تمسخر نہیں واللہ نہیں ہے، جیسی بات بھی اپنی جگہ تھی۔

زیرنظر قطعات (جن کو اقبال رباعیات ہی گردانتے تھے) کے دو تین ترجموں کے بارے میں میں خود مطمئن نہیں ہو سکا۔ کچھ قطعات کا ترجمہ کرنے کے دوران مجھے الہامی رہبری ملی، کچھ کے لئے اقبال کی روح سمجھانے آئی کچھ کے دو دو تین

تین ترجمے ہوئے جن میں ایک کا انتخاب کرنا ایک آزمائش سے
کم نہیں تھا مثالیں دینے کے لئے یہ مختصر پیش لفظ متحمل نہیں ہو سکتا
اس کیلئے ایک طویل مقالے کی ضرورت ہے البتہ اکثر ترجمے
میری توقع سے بہت زیادہ عمدہ ہیں۔

ترجمہ میں معانی کی ترسیل کیلئے کیا کیا ڈھنگ اپنانا پڑتے ہیں یہ دورانِ ترجمہ مترجم کا رہی جانتا ہے۔ وہ ترجمہ کار جو مصنف کے درون و بیرون سے کما حقہ، آگاہ ہو اور اس کے ذہن و ضمیر سے عشق بھی رکھتا ہو اس طرح وہ مخلص بھی ہوگا اور سخت جان بھی...... دونوں زبانوں پر دسترس رکھنے کے علاوہ فن ترجمہ میں طویل تجزیہ رکھنا بھی لازم آتا ہے۔ بہر حال اچھا ترجمہ قدرت کی طرف سے ایک انعام ہوتا ہے...... فضل ایزدی کے بغیر ترجمہ برائے ترجمہ ہی ہوتا ہے۔ اس میں مصنف کی روح منتقل نہیں ہوتی۔ ترجمہ کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ پڑھنے والا اس سوچ میں پڑ جائے کہ اصل متن کون سا ہے؟ ترجمہ یا جس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ ترجمہ کی اس سے زیادہ خوبصورت اور مکمل توجیہہ نہیں ہو سکتی۔

میں نے اقبال کے ارمغانِ حجاز اور شکوہ اور جواب شکوہ کے علاوہ کافی متفرقہ کلام کا ترجمہ کیا ہے۔ اس کی وجہ میری خوش [illegible] نہیں بلکہ اقبال میرا آئیڈیل ہونا ہے مجھے اس سے محبت ہے [illegible] ہے اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت ہے اور وہ انسان کو [illegible] اس مرتبہ پر فائز ہونے کی تمنا رکھتا ہے۔ جس کے لئے [illegible] خوانی اور تیز تر حدی خوانی سے کام لیتا ہے۔ مردہ عروق میں خون زندگی دوڑاتا ہے اور حرف شیریں ترجمان سے مسحور کرتا ہے۔ میرے لئے رسولؐ اللہ سے محبت کرنے والوں سے محبت رکھنا رسولؐ اللہ ہی سے محبت رکھنا ہے جو اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے پر دال ہے۔ ایک سچے انسان کے اعمال اسی محبت کے گرد وجود میں آتے رہتے ہیں یہی بات دنیا و آخرت میں سرخروئی کی ضامن ہوتی ہے۔

زیر نظر گلدستۂ طور پہلے ہی میرے ہاتھوں کشمیری نظم کا پیرہن زیب تن کر چکا ہے اور اب اسے اردو نظم کا مخملی لباس پہنایا ہے...... میں نے ایسا کچھ کرنے کے بعد بازار میں آئے ہوئے اوروں کے بھی تراجم دیکھے اور اپنے ترجمہ کو ان تراجم کے تناظر

میں پرکھا۔ الحمد للہ اپنا ترجمہ ان تراجم سے بہتر پایا۔ زبان اور ترسیل کے اعتبار سے خصوصاً روانی اور معنی سمجھانے میں میرے بحیثیت ایک مدرس ہونے کے چالیس برس تک پڑھانے کا تجربہ قدم قدم میرے کام آتا رہا...... ترجمہ عالموں کے لئے نہیں متوسط علم رکھنے والوں کے مزاج اور ان کی سمجھ کے مطابق ہونا اولیت رکھتا ہے۔ سہل الممتنع کے دائرے میں آنے والا ترجمہ اپنی خوبی آپ ہوتا ہے۔

کشمیر یونیورسٹی میں قائم اقبال انسٹی چیوٹ کے ڈائریکٹر (سربراہ) جناب پروفیسر بشیر احمد نحوی کا میں سپاس گذار ہوں کہ انہوں نے مشرق و مغرب کے دانائے راز کے ان اسرار و موز کو اپنے ادارے کی طرف سے شائع کرنے کا بیڑا اٹھا کر میری قدر افزائی فرمائی۔

سلطان الحق شہیدی

۲۷ دسمبر ۲۰۱۰ء

تقریظ

اقبال کی فارسی رباعیات جو پیامِ مشرق میں ''لالۂ طور'' کے زیرِ عنوان چھپی ہیں کا منظوم اردو ترجمہ شاعر نامی گرامی جناب سُلطان الحق شہیدی صاحب نے جس محبت، محنت اور عقیدت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کیا ہے وہ لائق تحسین بھی ہے اور قابلِ داد بھی۔ ترجمہ کرنا اور وہ بھی منظوم انداز میں کوئی آسان عمل نہیں، بلکہ یہ فن بجائے خود تخصیص کا متقاضی ہے۔ کسی شاعر کے اصل خیال کو ترجمے کے سانچے میں ڈھالنا اور پھر اس فن پارے کی روح کو برقرار رکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ ترجمہ ایک دِقت طلب فن ہے۔ اس میں قلم چلتے چلتے اڑ جاتا ہے شعر کا ترجمہ شعر میں کرنا اور ترجمے میں بحور و اوزان کا خیال رکھنا نہایت ہی مشکل معاملہ ہے اگر یہ ترجمہ کسی مشرقی زبان سے کسی دوسری زبان میں ہو تو روایات اور تہذیبوں کے اختلافات ترجمہ کاری میں پیچیدگی پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً ساقی کو کیا کہیے، صاحب نظر کا

کیا ترجمہ کیجئے وغیرہ۔ مجھے مرحوم نازکی صاحب یاد آ گئے جنہوں نے اقبال کی غزلوں کے تراجم کی ایک کتاب دیکھ کر زبردست برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ "اقبال کے کلام کی روح اور گہرائی سے شناسائی کے باوجود ہم نے کبھی بھی ان کے کلام کا ترجمہ کرنے کی جسارت نہیں کی۔ اقبال کا مترجم اقبال جیسا پڑھا لکھا ہونا چاہیئے"

اقبال نے اپنی شاعری کے ابتدائی دور میں انگریزی کے رومانوی شعراء کے منظوم ترجموں کی طرف توجہ کی تھی۔ اور بڑی کامیابی کے ساتھ ان شعراء کے افکار کو اردو زبان میں منتقل کیا۔ انگریزی شاعری کے منظوم ترجمے کم و بیش تین سو شاعروں نے کئے ہیں اور ان شاعروں نے ایک سے زیادہ پابندیوں کو اپنے اوپر نافذ کرتے ہوئے ترجمہ کاری کے فن کو تقویت دینے میں اہم حصّہ ادا کیا ہے۔ مختلف زبانوں کے فن پاروں کو دوسری زبانوں میں منتقل کرنے کا سلسلہ صدیوں سے جاری ہے۔

ایک سال پہلے محترم جناب شہیدی صاحب، نے

لالہ طور" کی رباعیات کے ترجمے کی بات کہی تھی اور تحریری طور پر یہ خواہش ظاہر کی کہ مذکورہ ترجمے کی اشاعت اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی کے اہتمام سے ہونی چاہیے۔ میں نے بغیر کسی توقف کے اسکی طباعت پر جملہ اخراجات ادارے کی طرف سے برداشت کرنے کا وعدہ کیا۔ شہیدی صاحب ہماری ریاست کے کہنہ مشق شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خود دار، حسّاس، اور مرنجا مرنج قسم کے انسان ہیں۔ پیرانہ سالی میں جوانی کا ولولہ اور طنطنہ اب بھی موجود ہے۔ "انکشاف" اور "تیشۂ گل" جیسے شعری مجموعے ان کی فکری بلوغت عصری حسیّت اور کشمیر کے مظاہر ومناظر سے انکی محبت کے آئینہ دار ہیں۔ رباعیاتِ لالۂ طور شایع کر کے ادارہ اقبالیات کو بڑی مسرت حاصل ہو رہی ہے اور توقع ہے کہ یہ ترجمہ ادبی حلقوں میں قبولیت حاصل کرے گا۔

پروفیسر بشیر احمد نحوی

۲۰ دسمبر ۲۰۱۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لالۂ طور

❖

اسی کا والہ و شیدا جہاں ہے
نیازِ شوق ہر شے میں عیاں ہے
کمالِ سجدہ ریزی سے ۔ سحر کی
جبیں پر، داغ سورج کا، عیاں ہے

❖

شہیدِ نازِ او بزمِ وجود است
نیاز اندر نہادِ ہست و بوداست
نمے بینی کہ از مہر فلک تاب
بسیمائے سحر ، داغ سجود است

❖

ہے دل روشن مرا۔ سوزِ دروں سے
عیاں ہر شے ہے مجھ پر۔ اشک خوں سے
یہ عقدہ کھل نہیں سکتا ہے اس پر
جو ناواقف رہا سوز دروں سے

❖

دلِ من روشن از سوزِ دروں است
جہاں بیں چشم من از اشک خوں است
ز رمزِ زندگی بے گانہ تر باد
کسے کو۔ عشق را گوید۔ جنوں است

❖

نسیمِ جانفزائے گلستاں ہے
وہ رودِ نیلِ دشتِ بے کراں ہے
وہ مہر عشق کا پر تو شہہ آب
کہ چشمِ ماہی روشن بے گماں ہے

❖

بباغاں بادِ فروردیں دہد عشق
بہ راغاں غنچہ چوں پرویں دہد عشق
شعاعِ مہرِاُو قلزم شگاف است
بماہی دیدۂ رہ بیں دہد عشق

❖

عقابوں کو یہی نیچا دکھائے
کبوتر کو یہی شاہیں بنائے
بہت بچ بچ کے نکلے پھر بھی دیکھا
کمندِ عشق میں خود ہی در آئے

❖

عقاباں را بہائے کم نہد عشق
تذرواں را بباززاں سر دمد عشق
نگہہ دارد دلِ ماخویشتن را
ولیکن از کمینش بر جہد عشق

❖

ہر اک پتے پہ رنگ آمیزیاں ہیں
مری جاں میں ۔ بلا انگیزیاں ہیں
جہاں کا ذرّہ ذرّہ چیر ڈالو
تو دیکھو عشق کی خوں ریزیاں ہیں

❖

بہ برگِ لالہ رنگ آمیزیِ عشق
بجانِ ما بلا انگیزیِ عشق
اگر ایں خاک داں را واشگافی
درونش بنگری خوں ریزیِ عشق

❖

جنونِ عشق کس کو راس آیا
یہ جوہر دوستو کب سب میں پایا
ہے بے سوزِ دروں لعلِ بدخشاں
گل لالہ ہی دِل میں داغ لایا

❖

نہ ہر کس از محبت مایہ دار است
نہ باہر کس محبت سازگار است
بردید لالہ باداغِ جگر تاب
دلِ لعلِ بدخشاں ۔ بے شرار است

❖

پریشاں اس چمن میں ۔ مثل بو ہوں
نہیں معلوم میں کیا چاہتا ہوں
بر آئے یا نہ آئے ۔ دوست! پھر بھی
قتیلِ سوز و سازِ آرزو ہوں

❖

دریں گلشن پریشاں مثل بویم
نمے دانم چہ مے خواہم چہ جویم
بر آید آرزو یا بر نہ آید
شہیدِ سوز و سازِ آرزو یم

ہے جوہر خاکِ عالم کا فقط دل
ہے بس اک قطرۂ خوں اس کی مشکل
سمجھنے سے ۔ ہمیں قاصر ہیں ۔ ورنہ
ہر اک انساں کی منزل ہے فقط دل

جہاں مشت گل و دل حاصلے اوست
ہمیں یک قطرۂ خوں مشکلِ اوست
نگاہ ما دوبیں اُفتاد ورنہ
جہانِ ہر کسے اندر دلِ اوست

صبح کہتی تھی بلبل باغباں سے
سوائے غم اُگا کیا خاکداں سے؟
ہر اک کانٹے نے لمبی عمر پائی
ہے گل دو چار، مرگ ناگہاں سے!

سحر مے گُفت بلبل باغباں را
دریں گل جز نہالِ غم نہ گیرد
بہ پیری مے رسد خارِ بیاباں
ولے چوُں گل جواں گردد بمیرد

❖

ہر اک تعمیر ۔ تخریب نہاں ہے
یہاں ہر سود میں بھی اک زیاں ہے
مٹا دے تو بھی آثارِ کہن کو
کہ طرحِ نو میں ، تہذیب جہاں ہے

❖

جہانِ ما کہ نابود است بودش
زیاں تو ام ہمی زاید بسودش
کہن را نو کن و طرحِ دگر ریز
دل ما بر نتابد دیر و زودش

❖

نوائے عشق کا ہے ساز آدم
ہے راز افشا ۔ مگر ہے راز آدم
زمیں اُس کی حسیں اس نے بنا دی
خدا کا ہے تو بس دمساز آدم

❖

نوائے شوق را ساز است آدم
کشاید راز و خود راز است آدم
جہاں او آفرید ایں خوب تر ساخت
مگر با ایزد انباز است آدم

❖

نہ میں انجام نے آغاز ڈھونڈوں
ہوں خود اک راز لیکن راز ڈھونڈوں
حقیقت لے کی صورت جو عیاں ہو
نہ جانے پھر بھی کیوں آواز ڈھونڈوں

❖

نہ من انجام نے آغاز جویم
ہمہ رازم جہانِ راز جویم
گر از روئے حقیقت پردہ گیرند
ہماں بوک و مگر را باز جویم

Himalayan Degree College
LIBRARY
ACS No. 35435
Rajouri

❖

شمع کی بھیک اے پروانہ کب تک
نہ پائے شیوۂ مردانہ کب تک
خود اپنی آگ میں جل جانا سیکھو
پرائی آگ کا دیوانہ کب تک

❖

دلا نارائی پروانہ تاکے
نہ گیری شیوۂ مردانہ تاکے
یکے خود را بسوز خویشتن سوز
طوافِ آتش بیگانہ تاکے؟

❖

بدن مٹی کی مٹھی کا بن ایسا
جو دیکھے وہ کہے ، چٹان جیسا
دلِ درد آشنا رکھ اس میں ایسے
لگے کہسار میں جیسے کہ دریا

❖

تنے پیدا کن از مشت غبارے
تنے محکم تر از سنگیں حصارے
درونِ او دلِ درد آشنائے
چو جوے در کنارے کوہسارے

❖

بڑا دلکش مجھے پتلا بنایا

پھر اس فردوسِ ارضی میں بسایا

مگر ساقی نے بھر دی ہے جو اس میں

اُس آتش نے نیا عالم دکھایا

❖

ز آب و گل خدا خوش پیکرے ساخت

جہانِ از ارم زیبا ترے ساخت

ولے ساقی بآں آتش کہ دارد

ز خاک من جہانِ دیگرے ساخت

❖

خدا سے روز محشر برہمن نے
کہا رقص شرر تھی زندگانی
اماں اس حرفِ حق پر چاہتا ہوں
کہ میرے بت رہے تھے جاودانی

❖

بہ یزداں روز محشر برہمن گفت
فروغِ زندگی تاب شرر بود
و لیکن گر نہ رنجی باتو گویم
صنم آزاد و می پاینده تر بود

❖

نہ بھاگے صبح کا تارا بھی کیوں کر
ہماری نیند پر بیزار ہو کر
ادھر غفلت میں گم منزل ہماری
اُدھر وہ کامراں ۔ بیدار رہ کر

❖

گذشتی تیز گام اے اختر صبح
مگر از خواب ما بیزار رفتی
من از نا آگہی گم کردہ راہم
تو بیدار آدمی بیدار رفتی

❖

سدا خاموش یہ میخانہ ہوتا
بدن جو آگ سے بیگانہ ہوتا
نہ ہوتا عشق ، نے ہنگامہ اس کا
اگر دل عقل سا فرزانہ ہوتا

❖

تہی از ہاو ہو میخانہ بودے
گل ما از شرر بیگانہ بودے
نہ بودے عشق نے ہنگامۂ عشق
اگر دل چوں خرد فرزانہ بودے

❖

ہیں تیرے بال و پر اُڑنے کے غماز
بہت اونچا چلے جانے کا اک راز
ہوس ہے بوجھ، جو اس کو گرادے
تو بن جائے فقط پرواز پرواز

❖

ترا اے تازہ پرواز آفریدند
سراپا لذت بال آزمائی
ہوس مارا گراں پروار دارد
تواز ذوق پریدن پر کشائی

❖

ہماری زندگی کی آبرو ہے
جو اول ہی سے محو جستجو ہے
نکل کر پھول ٹہنی سے پکارا
یہاں ہر شے میں اک ذوق نمو ہے

❖

چہ لذّت یارب اندر ہست وبود است
دل ہر ذرہ در جوش نمود است
شگافد شاخ را چوں غنچہ گل
تبسم ریز از ذوق وجود است

❖

عدم میں اک پتنگا کہہ رہا تھا
خدایا مجھ کو یہ اعزاز دے دے
صبح کو خاک اڑا دے میری ۔ لیکن
عطا شب بھر کو ۔ سوز و ساز دیدے

❖

شنیدم در عدم پروانہ مے گفت
دمے از زندگی تاب و تبم بخش
پریشان کن سحر خاکسترم را
ولیکن سوز و سازِ یک شبنم بخش

❖

مسلمانو! مرے دل میں ہے اک بات
جو روالقدس سے بھی ہے درخشاں
نہاں آذر سرشتوں سے رکھی ہے
کہ ہے یہ راز ۔ از راز خلیلاں

❖

مسلماناں مراحر فیست در دل
کہ روشن تر زجان جبرئیل است
نہانش دارم از آذر نہاداں
کہ ایں سرے ز اسرار خلیل است

❖

ترا اے دل ! اسی کوچے میں رہنا
پسند آیا ۔ مجھے چھوڑا ہے تنہا
ہیں تیری آرزوئیں ،تیری ہمدم
اکیلے پن کو ہے ۔ بس مجھ کو سہنا

❖

بہ کوشش رہ سپاری اے دل اے دل
مرا تنہا گذاری اے دل اے دل
دمادم آرزو ہا آفریدی
مگر کارے نداری اے دل اے دل

ستاروں میں تلاشے راستہ ہے
مگر آپ اپنے سے بے واسطہ ہے
جو کھولے آنکھ دانے کی طرح تو
تو دیکھے پیڑ اک آراستہ ہے

رہے در سینۂ انجم کشائی
ولے از خویشتن نا آشنائی
یکے بر خود کشا چوں دانہ چشمے
کہ از زیرِ زمیں نخلے بر آئی

❖

صبح کو چہچہاتا اک پرندہ
ادھر اس باغ میں یوں کہہ رہا تھا
ترے سینے میں جو کچھ ہے اُگل دے
کوئی فریاد ۔ گانا ۔ یا فسانا

❖

سحر در شاخسارے بوستانے
چہ خوش مے گفت مرغِ نغمہ خوانے
بر آور ہر چہ اندر سینہ داری
سرودے نالہٗ آہے فغانے

❖

تجھے اک نکتہ نادر بتادوں
حیاتِ دائمی کا گر سِکھا دوں
مروگے ۔ جان ۔ جوتن میں نہ ہوگی
اسی جاں سے ، امر ہو گے دکھادوں

❖

ترا یک نکتۂ سربستہ گویم
اگر درسِ حیات از من بگیری
بمیری گر بہ تن جانِ نداری
وگر جانِ بہ تن داری نمیری

❖

سنا مت اس پتنگے کا فسانا
کہ جس کو سن کے ہو مایوس ہونا
نگل لے آگ جو خود آگ ہوکر
پتنگا ہے وہی بس اک پتنگا

❖

بہل افسانۂ آں پاچراغے
حدیث سوز از آواز گوش است
من آں پروانہ را پروانہ دانم
کہ جانش سخت کوش و شعلہ نوش است

بنا دے بے خبر جو اس کو خود سے
پلاتا میں نہیں ایسی کسی کو
میں دل کے چاک اپنے بیچتا ہوں
دکاں میری جو راس آئے کسی کو

تُراز از خویشتن بیگانہ سازد
من آں آبِ طربناکے ندارم
ببازارم مجو دیگر متاعے
چوُ گل جُز سینۂ چاکے ندارم

❖

جو کوئی جستجو لے کر نہ آئے
وہ میرے باغ سے کچھ بھی نہ پائے
گلوں کی اصلیت کھنگالتا ہوں
مرے ہاں کوئی بھی دھوکا نہ کھائے

❖

زیاں بینی ز سیر بوستانم
اگر جانب شہید جستجو نیست
نمایم آنچہ ہست اندر رگِ گُل
بہارِ من طلسم رنگ و بو نیست

❖

حدِ بودو عدم مسمار کر دے
طلسمِ رنگ و بو پر، وار کر دے
خودی کا اک حرم تجھ سے ہو تعمیر
خلیلی جذبے کا اظہار کر دے

❖

بروں از ورطۂ بود و عدم شو
فزوں تر زیں جہانِ کیف و کم شو
خودی تعمیر کن در پیکرِ خویش
چو ابراہیم معمار حرم شو

❖

چمن والوں سے ، میں نا آشنا ہوں
اکیلا باغ میں ، نغمہ سرا ہوں
ٹپکتا ہے لہو ، میری نوا سے
بنا فولاد سا دل ، کہہ رہا ہوں

❖

بمرغانِ چمن نا آشنایم
بشاخ ـ آشیاں تنہا سرایم
اگر نازک دِلے ، از من گراں گیر
کہ خونم مے تراود ، از نوایم

❖

عجب ہنگامہ دنیا میں ہے یارب
ترے اک جام سے سرمست ہیں سب
نظر یکساں ہے سب کی اور الگ ہیں
دلوں سے دل ،تو جاں سے جان یارب

❖

جہاں یارب چہ خوش ہنگامہ دارد
ہمہ رامست یک پیمانہ کر دی
نگہ را با نگہہ آمیز داری
دل از دل ، جاں زجاں ، بیگانہ کردی

❖

سکندر خضر سے کہتا تھا اک روز
شریکِ سوز و سازِ خشک و تر ہو
کنارے پر تماشا ، بزدلی ہے
مرو جو جنگ میں ، پائندہ تر ہو

❖

سکندر ، باخضر ، خوش نکتۂ گفت
شریکِ سوز و ساز بحر و بر، شو
تو ایں جنگ از کنارِ عرصہ بینی
بمیر اندر نبردو زندہ تر شو

❖

ہے تاج کیقباد وتخت جم خاک
کلیسا ہو کہ بتخانہ، حرم ، خاک
مگر ترکیب پر حیراں ہوں اپنی
نگہ لاحد ، بدن کا ہے بھرم ، خاک

❖

سریر کیقباد اکلیل جم خاک
کلیسا و بتستان و حرم خاک
ولیکن من ندانم گوہرم چیست
نگاہم برتر از گردوں تنم خاک

❖

اگر رکھا گیا ، تیرے بدن میں
دل صد چاک ، جو غم سے ہو ، خوں بار
تو روتے بادلوں سے ، سیکھ اِتنا
اُگ آئے ، آنسوؤں سے تیرے گلزار

❖

اگر در مشت خاک تو نہادند
دل صد پارۂ خوں نابہ بارے
ز ابر نو بہاراں گریہ آموز
کہ از اشک تو روید لالہ زارے

❖

دکھاتی ہے پیاپے نقش تازہ
قرار اک پل نہیں ہے زندگی کو
جو تیرا ''آج'' ہو ''کل'' ہی کی صورت
تو پھینک آ، بے شرر اس زندگی کو

❖

دمادم نقش ہائے تازہ ریزد
بیک صورت قرار زندگی نیست
اگر امروز تو تصویر دوش است
بخاک تو شرار زندگی نیست

❖

ہوا جلوت میں جب نغمہ سرا ہے
تو محفل میں بپا محشر ہوا ہے
مگر خلوت میں جب بیٹھا ہے یہ دل
تو عالم اس میں یکسر گم ہوا ہے

❖

چو ذوق نغمہ ام در جلوت آرم
قیامت افگنم در محفل خویش
چو میخواہم دمے خلوت بگیرم
جہاں را گم کنم اندر دل خویش

❖

مرے سینے میں ،اک بے باک دل ہے
خرد کے سوز سے ، چالاک دل ہے
تپش اس کی، کشاکش کا ہے مصدر
تڑپ اُٹھے نہ ، پھر کیا ،خاک دل ہے

❖

چہ مے پرسی میان سینہ دل چیست
خرد چوں سوز پیدا کرد دل شد
دل از سوز تپش دل بود لیکن
چو یکدم از تپش اُفتاد گل شد

❖

خرد بولی نہ آنکھوں میں سمائے
نگاہِ شوق دوراہے پہ ٹھٹھکی
فسانہ طور کا ہو کیوں پرانا
کہ ہر دل میں ہے اک جذبِ کلیمی

❖

خرد گفت او بچشم اندر نہ گنجد
نگاہِ شوق در امید و بیم است
نمے گردد کہن افسانۂ طور
کہ در ہر دل تمنائے کلیم است

❖

وہ مندر ہو کہ مسجد یا کلیسا
یہ سب کیا ہے، تمہارا اینٹ گارا
تو ہو جاتا، فقط اک دل سے ، آزاد
یہی دل ، تیرے ہاتھ آیا نہ یارا

❖

کنشت و مسجد و بتخانہ و دیر
جز ایں مشت گلے پیدا نہ کردی
زحکم غیر نتواں جز بدل رُست
تو اے غافل دلے پیدا نہ کردی

❖

گلستان جہاں میں ، میں تو آیا
مگر اس میں ، نہ دل اپنا لگایا
مسافر تھا ، نسیم صبح صورت
گلوں کو ، رنگ و بو دے ، لوٹ آیا

❖

نہ پیوستم دریں بستا نسرا دل
ز بند ایں و آں آزادہ رفتم
چو بادِ صبح گردیدم دمے چند
گلاں را آب و رنگے دادہ رفتم

❖

پرانا رند ہاتھ آئے تو لے آ
اسے پینے کو لایا ہوں پرانی
نظرِ ساقی کی بھی اس میں ملی ہے
(سناؤں گا کبھی اس کی کہانی)

❖

بخود باز آور آں رند کہن را
مے برناکہ من در جام کردم
من ایں مے چوں مغانِ دور پیشیں
ز چشمِ مستِ ساقی ، وام کردم

❖

مری مٹی کو ، جام جم بنایا
مرے قطرے میں ، ساگر کو چھپایا
خرد نے بتکدے کو ، دی تھی زینت
خلیلِ عشق نے ، کعبہ بنایا

❖

سفالم را مے او جام جم کرد
درونِ قطرہ ام پوشیدہ یم کرد
خرد اندر سرم بتخانۂ ریخت
خلیلِ عشق دیرم را حرم کرد

❖

خرد ہے ''آج'' اور ''کل'' میں گرفتار
ہے آنکھوں اور کانوں کی پرستار
چھپایا آستیں میں ہے بتوں کو
برہمن زادی ہے، پہنے ہے زنّار

❖

خرد زنجیریٔ امروز و دوش است
پرستار بتانِ چشم و گوش است
صنم در آستیں پوشیدہ دارد
برہمن زادۂ زنار پوش است

❖

ہر اک سر میں، خرد ڈالے ہے، ڈیرا
بدن اوروں سا، خاک و خون، ہے میرا
مگر اس کی حقیقت کون جانے
اگر یہ شب ہے، تو میں ہوں، سویرا

❖

خرد اندر سر ہر کس نہادند
تنم چوں دیگراں از خاک و خوں است
و لے ایں راز ازمن کس نداند
ضمیر خاک و خونم بے چگوں است

❖

بھکاری، طور جاکر ، مانگتا ہے
وہ جلوہ ،جو کہ خود، اس میں بسا ہے
میں کہتا ہوں کہ جاکے، آدمی ڈھونڈ
خدا بھی، آدمی کو ڈھونڈتا ہے

❖

گدائے جلوہ رفتی برسرطور
کہ جان تو ز خود نامحرمے ہست
قدم در جستجوئے آدمے زن
خدا ہم درتلاشِ آدمے ہست

❖

سنا جبرئیل کو، میرا یہ پیغام
ہے کیا غم ؟ گو، بدن نوری نہیں ہے
سبق آموز ہے ،میری تب و تاب
کہ تجھ میں، ذوق مہجوری نہیں ہے

❖

بگو جبرئیل را از من پیامے
مرا آں پیکرے نوری ندادند
ولے تاب و تب ماخاکیاں بیں
بنوری ، ذوق مہجوری ، ندادند

❖

جبھی تو ، علم کا شاہیں ملے گا

کہ جب شک سے، یقیں کو کم کرے گا

عمل چاہو ؟ یقیں پکا بنالو

تو پھر، ہر شے میں، خود کو دیکھ لے گا

❖

ہُمائے علم تا افتد بہ دامت

یقیں کم کن گرفتارِ شکے باش

عمل خواہی؟ یقیں را پختہ تر کن

یکے جوے و یکے بین و یکے باش

❖

خرد نے ،اصلیت، تجھ سے چھپا کر
نظر کو ، تشنۂ دیدار ، رکھا
یقیں اور شک کی آویزش نے، مجھ کو
بہر جا ، کشتۂ آزار ، رکھا

❖

خرد بر چہرۂ تو پردہ ہا بافت
نگاہِ تشنۂ دیدار دارم
در افتد ہر زماں اندیشۂ شوق
چہ آشوب افگنی درجان زارم

❖

خیال موت سے ،دل کانپتا ہے
اور اس اندیشہ سے، تو، ہانپتا ہے
خودی کرتا ہے، لیکن ، پختہ جو شخص
حیاتِ جاوداں کو ، بھانپتا ہے

❖

دلت مے لرزد از اندیشۂ مرگ
ز بیمش زرد ، مانند ضریری
بخود باز آ و خود را ، پختہ ترگیر
اگر گیری ، پس از مردن ، نہ میری

بیاں ہے عاجز ، ایسا راز ہوں میں
بدن اور جان کا ، ہمراز ہوں میں
بیاں میں آ نہیں سکتا ، یہ نکتہ
چھپی ہے نَے میں لَے ، اعجاز ہوں میں

ز پیوندِ تن و جانم چہ پرسی
بدامِ چند وچوں درمی نیابم
دمِ آشفتہ ام در پیچ وتابم
چو از آغوش نے خیزم نوایم

❖

کہا مرشد نے ، مجھ سے ، اے مری جاں
ہے امروز، آئینہ فردا کا، رکھ دھیان
حسیں چہروں پہ ، مرمٹتا ہے گمراہ
امانت جس کی ہے ، اس پر ہو قربان

❖

مرا فرمود پیر نکتہ دانے
ہرامروزِ تو ، از فردا ، پیام است
دلِ از خوبانِ بے پروا ، نگہدار
حریمش جز بہ او ، دادن حرام است

❖

بتائے رازی کیا قراں کے معنی
ضمیر، آیات سے، روشن ہے کرنا
خرد ہے آگ، دل اس میں براہیم
سدا نمرود سے خود کو بچانا

❖

ز رازی معنی قراں چہ پرسی
ضمیر ما بہ آیاتش دلیل است
خرد آتش فروزد دل بسوزد
ہمیں تفسیر نمود و خلیل است

❖

میں چپ ہوں، کیا کہوں؟ میں ہوں کہ نا ہوں
ہے میری خود پرستی، جو کہوں ، ہوں
مگر سینے سے آتی ہے اک آواز
کوئی دھیمے سے کہتا ہے کہ میں ہوں

❖

من از بود و نبودِ خود خموشم
اگر گویم کہ ہستم، خود پرستم
ولیکن ایں نوائے سادہَ کیست
کسے در سینہ مے گوید کہ ہستم

❖

سنا یہ ، شاعرِ رنگین بیاں کو
کہ اس کے سوزِ لالہ گوں سے ،حاصل؟
نہ اپنی آگ میں جلتا ہے ،نَے وہ
اُجالے درد مندی سے کوئی دل

❖

ز من با شاعر رنگیں بیاں گوئے
چہ سود از سوز اگر چوں لالہ داری
نہ خود را مے گدازی ز آتش خویش
نہ شام دردمندے برفروزی

❖

ترے اچھے برے سے بے خبر ہوں
کہ تو دیکھے فقط ،سود و زیاں کو
کوئی ، مجھ سا نہیں ، محفل میں تنہا
کہ دیکھوں اور ہی صورت جہاں کو

❖

ز خوب و زشت تو نا آشنایم
عیارش کردۂ سود و زیاں را
دریں محفل زمن تنہا ترے نیست
بہ چشم دیگرے بینم جہاں را

❖

سن اے شیخ حرم! تو جانتا ہے
جہانِ عشق میں بھی، ہے یہ محشر
گناہ و نامہ و میزاں نہیں واں
نہ مسلم ہے وہاں ،نے کوئی کافر

❖

تو اے شیخ حرم شاید ندانی
جہان عشق را ہم محشرے ہست
گناہ و نامہ و میزاں ندارد
نہ او را مسلمے نے کافرے ہست

❖

کرے جو تربیت قطرہ ، خود اپنی
ہزاروں موتیوں میں، ہو وہ یکتا
خود اپنے ساتھیوں میں اس طرح جی
لگے محفل میں تجھ کو، تو ہے تنہا

❖

چوتاب از خود بگیرد قطرۂ آب
میانِ صدگہر یکدانہ گردد
بہ بزم ہم نوایاں ہم چناں زی
کہ گلشن برتو خلوت خانہ گردد

❖

مری تشویش، دانشور نہ سمجھے
کہ دانائی بھی، کھائی ہے یہاں مات
بدن میں جاں یہ کیسے آئی، کیسے؟
ہے دل، دشتِ غزالان خیالات

❖

من اے دانشوراں در پیچ و تابم
خرد را فہم ایں معنیٰ محال است
چساں در مشت خاکِ تن، زندِ دل
کہ دِل، دشتِ غزالانِ خیال است

❖

سجا ، محفل نہ ساحل پر، کہ اس جا
نوائے زندگی کی گم ہے تاثیر
اُتر دریا میں ،موجوں سے لڑے جا
حیاتِ دایمی کی ، ہے یہ تفسیر

❖

میآرا بزم برساحل کہ آں جا
نوائے زندگانی نرم خیزاست
بدریا غلط و باموجش در آویز
حیات جاوداں اندر ستیز امت

❖

سراپا، راز اک، پوشیدہ ہوں میں
یہ ظاہر بیں نگاہوں پر نہیں فاش
نہ ہوں مجبور ، نے مختار لیکن
کشاکش کے اندھیروں میں ہوں ضوپاش

❖

سراپا معنی سر بستہ ام من
نگاہِ حرف بافاں برنتابم
نہ مختارم تواں گفتن نہ مجبور
کہ خاک زندہ ام در انقلابم

❖

نہ پوچھ ، اس زندگی کا مدعا کیا
تلون اس کا ، تو ، جانے کہاں ہے
ہے میری رہروی ، مستانہ ایسی
کہ منزل بھی لگے ، منزل نشاں ہے

❖

مگو از مدائے زندگانی
ترا بر شیوہ ہائے اونگہہ نیست
من از ذوق سفر آں گونہ مستم
کہ منزل پیش من جز سنگ رہ نیست

❖

وہ پتھر جس پہ تو ڈالے نظر ہے
ترے فیض تمنا سے ، گہر ہے
ترازو میں نہ خود کو تول زر سے
کہ یہ تو تیرے ہی کہنے سے زر ہے

❖

اگر کر دی نگہہ بر پارۂ سنگ
ز فیض آرزوئے تو گہر شد
بہ زر خود را مسنج اے بندۂ زر
کہ زر از گوشۂ چشم تو زر شد

❖

وہ بیگانہ ، وفانا آشنا تھا
نہیں معلوم ، کس کو ڈھونڈتا تھا
پھدک کر ، عشق کے سینے سے نکلا
سدھایا پہلے ہی تھا ، جیسے ، اس کا

❖

وفا نا آشنا بیگانہ خو بود
نگاہش بے قرار از جستجو بود
چو دید اور را پرید از سینۂ عشق
ندانستم کہ دست آموز او بود

❖

نہ پوچھو عشق کی نیرنگیوں کو
وہ جس صورت میں چاہے ہے، عیاں ہے
سمٹ جاتا ہے یہ ، سینے میں نقطہ
زباں پر آ کے ، ہوتا بے کراں ہے

❖

مپرس از عشق و از نیرنگیِ او
بہر رنگے کہ خواہی سر بر آرد
درونِ سینہ بیش از نقطہ نیست
چو آید برزباں پایاں ندارد

❖

کلی! کھل کر، تو کیوں ہوتی ہو مایوس
تجھے تو باغ کی ہر شے عطا ہے
کنارے آبجو کے، بزم گل دیکھ
صبا شبنم ہے بلبل کی نوا ہے

❖

مشوائے غنچہ نورستہ دلگیر
از ایں بستانسرا دیگر چہ خواہی
لب جو بزم گل مرغ چمن سیر
صبا۔ شبنم۔ نوائے صبح گاہی

❖

کہا پژمردہ گل نے ، مجھ سے اِک روز
مری ہستی ہے کیا ، مثلِ شرر ہے
جل اُٹھا ہوں میں ، کاریگر کی سعی پر
کہ کتنا بے اساس ، اس کا ہنر ہے

❖

مرا روزے گل افسردہؑ گفت
نمود ما ز پرواز شرر است
دلم بر محنت نقش آفریں سوخت
کہ نقشِ کلکِ او ناپائیدار است

❖

سرا کوئی نہیں اپنے جہاں کا
مگر ڈوبا یم ایام میں ہے
ذرا دل میں اُتر کر دیکھ، اے دوست
یم ایام ، گم اس جام میں ہے

❖

جہانے ما کہ پایا نے ندارد
چو ماہی دریم ایام غرق است
یکے بردل نظر واکن کہ بینی
یم ایام دریک جام غرق است

❖

چمن والوں کا جو میں ہم زباں ہوں
تو گونگے غنچوں کا بھی ، ترجماں ہوں
صبا! تو مر کے میری خاک اُڑانا
کہ طوفِ گل میں ، پاتا میں اماں ہوں

❖

بمرغانِ چمن ہمداستانم
زبانِ غنچہ ہائے بے زبانم
چو میرم باصبا خاکم بیامیز
کہ جز طوفِ گلاں کارے ندارم

حقیقت وادی گل کی ، عیاں ہے
یہاں کا لالہ ، خود آتش بجاں ہے
فقط اک موج رنگیں ہے ، یہ گلشن
یہی تو ، چشم بلبل کا بیاں ہے

نماید آنچہ ہست ایں وادیٔ گل
درونِ لالہٗ آتش بجاں چیست
بچشم ماچمن یک موج رنگ است
کہ مے داند بچشم بلبلاں چیست

❖

تو سورج ، اور میں ، سیارہ تیرا
سراپا نور ہوں ، نظارہ تیرا
ادھورا ہوں میں ، تجھ سے دور رہ کر
تو قراں ، اور میں سیپارہ تیرا

❖

تو خورشیدی و من سیارۂ تو
سراپا نورم از نظارۂ تو
ز آغوش تو دورم ناتمامم
تو قرآنی و من سیپارۂ تو

خیال اس کا، مرے سینے میں بہتر
بڑھے جو غم، گھٹے جو جاں، ہے بہتر
مجھے رہبر نے یہ نکتہ سکھایا
ہے ٹیڑھا راستہ، منزل سے بہتر

خیال او درونِ سینہ خوشتر
غمش افزودہ جاں کاہیدہ خوشتر
مرا صاحبدلے ایں نکتہ آموخت
ز منزل جادۂ پیچیدہ خوشتر

❖

دماغ اپنا ، ہے کافر ، پہنے زُنار
یہ بندہ تو بتوں کا ہے پرستار
مرا دل نالہ زن ہے ، شوق غم سے
مرے مسلک سے تجھ کو کیا سروکار

❖

دماغم کافرو زنار دار است
بتان بندۂ پروردگار است
دلم رابیں کہ نالد از غمِ عشق
ترا با دین و آینم چہ کار است

❖

صنوبر بندۂ آزاد اُس کا
سراسر ترجماں گلزاد اس کا
وہ مہر و ماہ و انجم میں رہے ہے
دل آدم ہے ، درِ نکشاد اس کا

❖

صنوبر بندۂ آزادۂ او
فروغ روے گل از بادۂ او
حریمش آفتاب و ماہ و انجم
دل آدم در نکشادۂ او

❖

ستاروں میں بسے کافی جہاں تھے
جہاں بھی عقل پہنچی آسماں تھے
مگر جب اپنے دل کی سیر کی ہے
وہاں کے عالم اکثر بے کراں تھے

❖

ز اُنجم تابہ انجم صد جہاں بود
خرد ہر جاکہ پر زد آسماں بود
ولیکن چوں بخود نگریستم من
کرانِ بے کراں در من نہاں بود

❖

مرا دل ہے ، گرفتار طلسمات
اسی سے ہے مگر ، عالم کا اثبات
ہیں صبح و شام میرے ایسے روشن
کہ سورج ان کے آگے کھا گیا مات

❖

دل من در طلسم خود اسیر است
جہاں از پرتو او تاب گیراست
مپرس از صبح و شام ز آفتابے
کہ پیشِ روزگارِ من پریر است

تو کیوں ڈالے ہے خود قسمت کی زنجیر
تمہارے سامنے راہیں بہت ہیں
جو تو کوشش کرے گا دیکھ لے گا
تجھے اپنانے کو ، باہیں بہت ہیں

بہ پائے خود مزن زنجیر تقدیر
تہہ ایں گنبدِ گرداں رہے ہست
اگر باور نداری خیز و دریاب
کہ چوں پا وا کنی جولاں گہے ہست

❖

بج اُٹھا سازِ جاں ، تیرا تھا مضراب
ہے تو ہی اندر و باہر ، کیا غور
چراغ اپنا ، بجھا ، تجھ سے بچھڑ کر
ہوں حیراں ہم ہیں اک دوجے میں کس طور

❖

نوا در ساز جاں از زخمہٴ تو
چساں در جانی و از جاں برونی
چرا غم باتو سوزم بے تو میرم
تو اے بے چونِ من، بے من چگونی؟

❖

ہے میری موج دریا، اس کے یم سے
مری نے، میرا نغمہ، اس کے دم سے
ابد دریا کے ساحل کا، ہوں سبزہ
رگ و ریشہ ہیں میرے اس کے نم سے

❖

نفس آشفتہ از موج یم اوست
نے ما، نغمہ ما، از دمِ اوست
لب جوئے ابد، چوں سبزہ رستیم
رگ ما، ریشۂ ما، از نم اوست

❖

ترے اندر کی بے چینی کا صدقہ
جہانِ رنگ و بو ، پیدا کیا ہے
خفا کیوں ہو مرے جذب و جنوں سے
یہ سب کچھ تو ترا پیدا کیا ہے

❖

ترا درد یکی در سینہ پیچید
جہان رنگ و بورا آفریدی
دگر از عشق بے باکم چہ رنجی
کہ خود ایں ہا و ہو را آفریدی

❖

تلاشے ہو کسے ؟بے چین کیوں ہو؟

عیاں ہے وہ ،نہاں اپنے سے تم ہو

اسے ڈھونڈو گے ، تو پاؤ گے خود کو

جو خود کو ڈھونڈو گے ، پاؤ گے اس کو

❖

کرا جوئی چرا در پیچ و تابی

کہ اوپیداست تو زیر نقابی

تلاشِ او کنی جزو خود نہ بینی

تلاش خود کنی جز او نیابی

❖

کہا کس نے ؟ کہ تو اپنا ادب چھوڑ
مسلماں زادہ ہو ، نام و نسب چھوڑ
عرب بھی ہو جو خال و خط پہ نازاں
تو میرا مشورہ ہے ، تو عرب چھوڑ

❖

تو اے کو دک منش خود را ادب کن
مسلماں زادۂ ترک نسب کن
بہ رنگ احمر و خون و رگ و پوست
عرب نازد اگر ترک عرب کن

❖

وطن سب کا ہے ، اپنا ایک گلشن
نہ افغانی نہ ہم ترک و تتاری
تمیز رنگ و بو کرنا ، ہے باطل
کہ سب کی جاں ہے، اک باد بہاری

❖

نہ افغانیم و نے ترک و تتاریم
چمن زادیم و از یک شاخساریم
تمیز رنگ و بو برما حرام است
کہ ما پروردۂ یک نوبہاریم

❖

ہے سینے میں اک عالم ، کیا یہ کم ہے
ہماری خاک میں دل ، دل میں غم ہے
ہوئی جس مے سے جاں روشن ، اسی کا
ابھی تک اپنے پیمانے میں ، نم ہے

❖

نہاں در سینۂ ما عالمے ہست
بخاک مادلے دردل غمے ہست
از آں صہبا کہ جانِ ما برافروخت
ہنوز اندر سبوے مانمے ہست

❖

مرے دل اے مرے دل اے مرے دل
مرے دریا و کشتی ، میرے ساحل
مری مٹی پہ تو اُترا ہے شبنم؟
کہ مٹی سے کلی صورت ، اُٹھا کھل

❖

دل من اے دل من اے دل من
یم من کشتی من ساحل من
چو شبنم برسر خاکم چکیدی
ویا چوں غنچہ رستی از گل من؟

❖

کسے اچھا کہوں ، اور ہے برا کیا
سراغ ایسے معمے کا کہیں ہے؟
ہیں گل اور خار سب شاخوں کے باہر
جو تم اندر تلاشو کچھ نہیں ہے

❖

چہ گویم نکتۂ زشت و نکوچیست
زباں لرزد کہ معنی پیچدار است
بروں از شاخ بینی خار و گل را
درونِ او نہ گل پیدا نہ خار است

❖

وہ جو ، رکھتا غم پنہاں ، نہیں ہے
ہے ایسا جسم ، جس میں ، جاں نہیں ہے
اگر جاں چاہئے تجھ کو ، تو کر لے
وہ کوشش ، جس کا کچھ پایاں نہیں ہے

❖

کسے کو درد پنہانی ندارد
تنے دارد ولے جانے ندارد
اگر جانے ہوس داری طلب کن
تب و تابے کہ پایانے ندارد

❖

تو کیا پوچھے، کہاں کا ہوں، میں کیا ہوں
جھگڑ کے خود سے، میں خود جی رہا ہوں
میں ہوں، بے چین دریا کی لہر ایک
جو چپ بیٹھوں، تو خود ہوتا فنا ہوں

❖

چہ پرسی از کجایم چیستم من
بخود پیچیدہ ام تا زیستم من
دریں دریا چو موج بے قرارم
اگر برخود نہ پیچم نیستم من

❖

ہر اک جلوے میں ہے چھپتا چھپاتا
کبھی عشاق کو چہرہ دکھاتا
رگوں میں خون بن کے دوڑتا ہے
نہیں ہے عقل میں ہرگز سماتا

❖

بچندیں جلوہ در زیر نقابی
نگاہ شوق مارا برنتابی
دوی در خون من چوں مستی من
ولے بیگانہ خوئی دیریابی

❖

نکل گوشے سے ، بڑھ آگے کو ، بے باک
نظر رکھ ، چاند سورج کی طرح ، پاک
نہ کرنا ترک ، جذبِ شوق ہرگز
تو چھوڑ ، اوروں کی خاطر، عقل و ادراک

❖

دل از منزل تہی کن پا بہ رہ دار
نگہ را پاک مثل و مہر و مہہ دار
متاعِ عقل ودیں با دیگران بخش
غم عشق ار بدست افتد نگہہ دار

❖

اے میرے عشق راز دل ہے تو ہی
مری کھیتی مرا حاصل ہے تو ہی
مری مٹی سے اک آدم نیا ڈھال
مجھے معلوم ، اس قابل ہے ، تو ہی

❖

بیا اے عشق اے رمزِ دلِ ما
بیا اے کشتِ ما ، اے حاصل ما
کہن گشتند ایں خاکی نہاداں
دگر آدم بنا کن ، از گل ما

❖

خوشی کوئی نہیں ہے ، غم سے بہتر
نہیں کچھ نالہَ پیہم سے بہتر
سکندر بے خبر ہے ، میرے فن سے
نوا دلکش ہے ، ملک جم سے بہتر

❖

سخن درد و غم آرد درد و غم بہ
مرا ایں نالہ ہائے دمبدم بہ
سکندر راز عیش من خبر نیست
نوائے دلکشے از ملکِ جم بہ

❖

مری خاطر نہیں ختلی سواری
نہ حاصل ہے مجھے کچھ شہریاری
مری دولت مرا فن ہے میرے دوست
ہے کان دل سے یہ گوہر برآری

❖

نہ من برمرکب ختلی سوارم
نہ از وابستگانِ شہریارم
مرا اے ہم نفس دولت ہمیں بس
چوکاوم سینہ را ، لعلے برآرم

❖

کمال زندگی چاہو ، تو سیکھو
خود اپنے آپ ہی میں ، جھانک لینا
سمجھنا یہ جہاں ، پانی کی صورت
طلسم زیر و بالا ، توڑ دینا

❖

کمال زندگی خواہی بیا موز
کشادن چشم و جزبر خود نہ بستن
فرو بردن جہاں را چوں دمِ آب
طلسم زیر و بالا درشکستن

❖

تجھے لگتا ہے آدم خاک زادہ
جہانِ فتنہ پرور میں ہے ماندہ
یہ دریا ہے مگر دیکھ اس کا اعجاز
کہ ہے خود بحر اس پر ایستادہ

❖

تو مے گوئی کہ آدم خاک زاد است
اسیر عالم کون و فساد است
ولے فطرت زِ اعجاز کہ دارد
بنائے بحر بر جوئیش نہاد است

❖

ہے دل بے باک تو شیر ببر ہے
نہ ہو ایسا ، تو آہو سے حذر ہے
نڈر کے واسطے ، دریا ہے صحرا
نہیں تو ، ہر لہر بھی ، اک مگر ہے

❖

دل بے باک راضر غام رنگ است
دل ترسندہ را آہو پلنگ است
اگر بیمے نداری بحر صحراست
وگرترسی بہر موجش نہنگ است

❖

میں ہوں بادہ کہ ساغر بے خبر ہوں
گہر دامن میں ہے یا خود گہر ہوں
لگے ہے بات کی تہہ تک پہنچ کر
بدن وادی میں ، جاں کا ہم سفر ہوں

❖

ندانم بادہ ام یاساغرم من
گہر در دامنم یا گوہرم من
چناں بینم چو بردل دیدہ مندم
کہ جانم دیگر است و دیگرم من

❖

ہے طائر دام میں ، تیرا بیاں ہے
اب اس کا اُڑنا ، بس خالی گماں ہے
نکل کر ، جاں بدن سے ، خود پکاری
نیام اپنی ہی ، خنجر کی فساں ہے

❖

تو گوئی طایرِ مازیرِ دام است
پریدن بر پروبالش حرام است
زتن برجستہ ترشد معنی جاں
فسانِ خنجر ما از نیام است

❖

یہ ارمان دل میں اُگتا کس طرح ہے؟
دِیا منزل کا جلتا کس طرح ہے؟
ہماری آنکھ سے دیکھے ہے کیا؟ کون؟
یہ دل مٹی میں جڑتا کس طرح ہے؟

❖

چساں زاید تمنا در دلِ ما
چساں سوزد چراغِ منزلِ ما
بچشم ما کہ مے بیند، چہ بیند
چساں گنجید دِل اندر گلِ ما

❖

میں جنت میں ٹہلتا تھا، پس از مرگ
نظر آیا، زمیں تھی، آسماں تھا
بڑا حیراں ہوا میں، شک میں پڑ کر
جہاں تھا وہ بھی، یا مثلِ جہاں تھا

❖

چو در جنت خرامیدم، پس از مرگ
بچشمم ایں زمین و آسماں بود
شکے در جانِ حیرانم در آویخت
جہاں بود آں کہ تصویرِ جہاں بود

❖

بجز انگارہ یہ دنیا نہیں کچھ
ہے صبح و شام گردش میں سراسر
کرے ہموار اسے تقدیر کی سان
ہے اب تک پیکر گل نا برابر

❖

جہان ما کہ جز انگارۂ نیست
اسیر انقلاب صبح و شام است
ز سوہان قضا ہموار گردد
ہنوز ایں پیکر گل ناتمام است

❖

ارے سورج ، تو گھومے ہے ، فلک پر
مری آنکھوں میں ، در آیا ہے کیونکر
تو میری خاک میں ہے،خاک سے دور
بڑا حیراں ہوں ، تیرے اس ہنر پر

❖

چساں اے آفتاب آسماں گرد
بہ ایں دوری بچشم من در آئی
بہ خاکی واصل و از خاکداں دور
تو اے مژگاں گسل آخر کجائی

آپ اپنا راستہ تعمیر کر
دوسروں کی راہ چلنا ہے عذاب
ہو سکے تو کوئی نادر کام کر
وہ گنہ بھی ہو تو ہے کارِ ثواب

تراش از تیشۂ خود جادۂ خویش
بہ راہِ دیگراں رفتن عذاب است
گراز دست تو کارے نادر آید
گناہے ہم اگر باشد ثواب است

❖

دل مسافر کی نہیں منزل کوئی
نے ٹھکانا اس کا آب و گل کوئی ہے
ہے بدن میں گوفروکش ، لیک سن
ایسے دریا کا کوئی ساحل نہیں

❖

بمنزل رہروِ دل در نسازد
بہ آب و آتش و گل در نسازد
نہ پنداری کہ در تن آرمیداست
کہ ایں دریا بسا حل درنسازد

ملا نظریں حسین فطرت سے پیارے
بنایا کیوں ہے خلوت میں ٹھکانہ
خدا تجھ کو وہ چشم پاک بخشے
کہ جس کا نورِ حق ہو، بے کرانہ

بیابا شاہد فطرت نظر باز
چرا در گوشۂ خلوت گزینی
ترا حق داد چشمے پاک بینے
کہ از نورش نگاہے آفرینی

❖

ہے آب و گل میں گو میرا بسیرا
نہ افلاطون نہ فارابی ہے میرا
نہیں مانگی نظر میں نے کسی سے
جو کچھ دیکھا ہے، وہ دیکھا ہے میرا

❖

میانِ آب و گل خلوت گزیدم
ز افلاطوں و فارابی بریدم
نہ کردم از کسے دریوزۂ چشم
جہاں را جُز بچشم خود ندیدم

❖

خودی کی ابتداء کس کو خبر ہے
نہ اس کی شام نے اس کی سحر ہے
سنا ہے خضر سے میں نے نکتہ
کہ جب سے بحر ہے تب سے لہر ہے

❖

ز آغاز خودی کس را خبر نیست
خودی در حلقہ شام و سحر نیست
ز خضر ایں نکتۂ نادر شنیدم
بحر از موج خود دیرینہ تر نیست

❖

کلی سے سیکھ ، راز زیست ، اے دل
مجاز اس کا حقیقت سے عیاں ہے
وہ کالی مٹی سے اُگتی ہے لیکن
کرن سورج کی ڈھونڈے بے گماں ہے

❖

دلا رمزِ حیات از غنچہ دریاب
حقیقت در مجازش بے حجاب است
ز خاکِ تیرہ مے روید و لیکن
نگاہش برشعاع آفتاب است

کھل اٹھے ہیں، اس کے دم سے، باغ وراغ
اس کی مے سے ، ہو گئے روشن ایاغ
صبح میں تبدیل ، ہر اک شام کی
داغ ہر دل کا بنا اس کا چراغ

فروغ او بہ بزم باغ و راغ است
گل از صہبائے او روشن ایاغ است
شبِ کس در جہاں تاریک نگذاشت
کہ در ہر دل ، زداغ او ، چراغ است

❖

کھلا ہے غنچۂ نرگس زمیں سے
یہ شبنم اصل میں ہیں اس کے آنسو
خودی ہے بے خودی سے آشکارا
اسی صورت جہاں پیدا ہے ہرسو

❖

ز خاک نرگستاں غنچۂ رُست
کہ خاک از چشم او شبنم فروش است
خودی از بے خودی آمد پدیدار
جہاں دریافت آخر آنچہ مے جست

❖

جہاں بے بس ہے ، اور بے دستگاہ ہے
تمنا کی گلی میں ، کھوجتا ہے
عدم کی گود سے ، نکلا ہے چھپ کر
چلا ہے ، دل میں آدم کے ، بسا ہے

❖

جہاں کز خود ندارد دستگاہے
بہ کوئے آرزو مے جست راہے
ز آغوش عدم دزدیدہ بگریخت
گرفت اندر دل آدم پناہے

❖

شناسائے رموز جسم و جاں ہوں
اجل سے دور ، یوں زیرِ اماں ہوں
مجھے کیا غم ، اگر چھوٹے یہ عالم
میں اپنے اندروں میں ، سو جہاں ہوں

❖

دل من رازدان جسم و جاں است
نہ پنداری اجل بر من گراں است
چہ غم گر یک جہاں گم گشت ز چشم
ہنوز اندر ضمیرم صد جہاں است

❖

مرے غم سے گل رعنا ہے دوچار
مری محفل کے جادو میں گرفتار
اگر گویا نہیں ہیں اس کے پتے
دل صد چاک سے کرتا ہے گفتار

❖

گل رعنا چو من در مشکلے ہست
گرفتار طلسم محفلے ہست
زبانِ برگ او گویا نکردند
ولے در سینۂ چاکے دلے ہست

❖

مزاج لالۂ خود رو کو جانوں
میں بوئے گل کو شاخ اندر سے جانوں
کہے کیوں کر نہ اپنا دوست مجھ کو
مقامِ نغمۂ قمری کو جانوں

❖

مزاج لالہ خودرو شناسم
بشاخ اندر گلاں را بوشناسم
ازاں دارد مرا مرغ چمن دوست
مقام نغمہ ہائے او شناسم

❖

جہاں اک نغمہ زارِ آرزو ہے
بجے ہر وقت تارِ آرزو ہے
جو تھا، جو کچھ کہ ہے، اور جو بھی ہوگا
یہ سب کچھ روزگارِ آرزو ہے

❖

جہاں یک نغمہ زار آرزوے
بم و زیرش ز تار آرزوے
بچشمم ہر کہ ہست و بود و باشد
دمے از روزگار آرزوے

❖

میں اپنی آرزوؤں سے ہوں بے تاب
مرا سینہ ہے ہاو ہو سے سیماب
تو مجھ سے ہمنشیں کیا چاہتا ہے
میں اپنے آپ میں ہوتا ہوں غرقاب

❖

دلِ من بے قرار آرزوئے
درونِ سینۂ من ہاوہوئے
سخن اے ہمنشیں از من چہ خواہی
کہ من باخویش دارم گفتگوئے

ہماری زندگی ہے جلتے رہنا
سدا ماہی کی صورت میں تڑپنا
فنا کرتا ہے ذوق جستجو کو
کنارا ڈھونڈنا یا اس کا پانا

دوام ماز سوز ناتمام است
چو ماہی جز تپش برما حرام است
مجو ساحل کہ در آغوش ساحل
تپیدن یک دم و مرگ دوام است

❖

ملال اور برہمن سے واعظ شہر
جو کہتا ہے کہ بت کو سجدہ کرلو
خدا نے بھی تو اک پتلا بنا کر
فرشتوں سے کہا تھا ، سجدہ کرلو

❖

مرنج از برہمن اے واعظِ شہر
گرازمن سجدۂ پیش بتاں خواست
خدائے ماکہ خود صورت گری کرد
بتے را سجدۂ از قدسیاں خواست

❖

عقلمندوں نے بت توڑے تو کیا ہے؟
ٹھکانہ سومنات ان کا ہے اب تک
فرشتے اور مولا کیا کریں زیر؟
کہ صید، آدم، ہوا ان کا نہ، اب تک

❖

حکیماں گرچہ صد پیکر شکستند
مقیم سومنات بود و ہستند
چساں افرشتہ و یزداں بگیرند
ہنوز آدم بفترا کے نہ بستند

❖

کئی عالم اُگے مٹی سے میری
سمیٹ اپنے میں کچھ سرمایہ میرا
غلط رستے پہ تو ڈھونڈے ہے دلبر
مرے صحرائے دل میں کر بسیرا

❖

جہاں ہا روید از مشت گل من
بیا سرمایہ گیر از حاصل من
غلط کردی رہ سر منزل دوست
دمے گم شو بصحرائے دل من

❖

تھا پہنائے ازل میں محو پرواز
فضائے آب و گل کا تھا نہ ہمراز
تری نظروں میں تھا انمول بننا
بنایا مجھ کو اس عالم کا دمساز

❖

بہ پہنائے ازل پر مے کشودم
زبند آب و گل بے گانہ بودم
بہ چشم تو بہائے من بلنداست
کہ آوردی بیازار وجودم

❖

میں صدیوں سے رہا فطرت کا ہمدم
اٹوٹ اک رشتہ سا لگتا تھا باہم
مگر اس سب کا ہے اتنا خلاصہ
تراشا ، پوجا، چھوڑا کر کے برہم

❖

ہزاراں سال با فطرت نشستم
باو پیوستہ و از خود گسستم
و لیکن سرگذشتم ایں دو حرفست
ترا شیدم پرستیدم شکستم

❖

مرے اندر جو ہیں افکار یہ کیا؟
مرے باہر تمام اسرا یہ کیا؟
گرہ اے نکتہ داں کچھ کھول اس کی
بدن ساکن ہے، جاں سیّار یہ کیا؟

❖

درونم جلوۂ افکار ایں چیست؟
برون من ہمہ اسرار ایں چیست؟
بفرما اے حکیم نکتہ پرواز
بدن آسودہ جاں سیّار ایں چیست؟

❖

گدا ہوں، پھر بھی اپنے پر، ہوں نازاں
سلگتا ہوں ، پگھلتا ہوں ، بھرآں
مرے نغموں سے ، آتش آشنا ہو
کہ اسکندر ہوں از آئینہ سازاں

❖

بخود نازم گدائے بے نیازم
تپم سوزم گدازم نے نوازم
ترا از نغمہ در آتش نشاندم
سکندر فطرتم آئینہ سازم

❖

اگر واقف ہے اپنے کیف و کم سے
ترا شبنم بھی کچھ کم ہے نہ یم سے
نہ بن ، اے دل ، طفیلی چاند کا ، تو
کر اپنی رات روشن ، اپنے دم سے

❖

اگر آگاہی از کیف و کم خویش
یمے تعمیر کن از شبنم خویش
دلا دریوزۂ مہتاب تا کے
شب خود را بر افروز از دم خویش

❖

حیات دل نہیں ہوتی ، فقط سانس
نہیں باشندہ ، دل ، بود و عدم کا
نہ کر ہرگز تو کچھ اندیشۂ مرگ
گیا جو دم ، تو دل باقی ہے ، غم کیا

❖

چہ غم داری حیات دل زدم نیست
کہ دل در حلقۂ بود و عدم نیست
مخور اے کم نظر اندیشۂ مرگ
اگر دم رفت ، دل باقیست ، غم نیست

❖

اے میرے دل! ہے جب تک میرے اندر
لباس فاخرہ ہے اپنی چادر
میں جب جاؤں گا، ساتھ آئے گا کیا تو؟
اسی شش و پنج میں رہتا ہوں اکثر

❖

تو اے دل ناشینی در کنارم
ز تشریف شہاں خوشتر گلیم
درون سینہ ام باشی پس از مرگ
من از دست تو در امید و بیم

❖

یہ کہہ دو ، صوفیان باصفا سے
خدا ڈھونڈے ہیں جو ، فقر و غنا سے
میں اُس خودبیں کی ، ہمت کا ہوں، قایل
خودی کا رشتہ ہے ، جس کا خدا سے

❖

زمن گو صوفیان باصفارا
خداجویانِ معنی آشنا را
غلام ہمتِ آں خود پرستم
کہ بانور خودی بیند خدارا

❖

چمن میں نرگس آسا، آنکھ مت موند
نہ خوشبو کی طرح غنچے میں سو لے
خدا تجھ کو وہ روشن آنکھ بخشے
کہ جاگے عقل تیری ، دل نہ سوئے

❖

چو نرگس ایں چمن نادیدہ مگذر
چو بو در غنچۂ پیچیدہ مگذر
ترا حق دیدۂ روشن ترے داد
خرد بیدار و دل خوابیدہ مگذر

❖

صنم کو اپنی صورت پر تراشا
خدا کو شکل پر اپنی میں سمجھا
سدا کرتا رہا اپنی پرستش
میں آپ اپنے سے باہر آنہ پایا

❖

ترا شیدم صنم بر صورت خویش
بشکل خود خدا را نقشبندم
مرا از خود بروں رفتن محال است
بہر رنگے کہ ہستم خود پرستم

❖

کلی چٹکی ، تو شبنم سے یہ پوچھا
نظر اپنی ، وہاں جاتی نہیں ہے
جہاں ، یہ سینکڑوں سورج ہیں روشن
وہاں بھی اونچ نیچ ایسی ، کہیں ہے؟

❖

بہ شبنم غنچۂ نورستہ مے گفت
نگاہِ ماچمن زاداں رسانیست
در آں پہنا کہ صد خورشید دارد
تمیز پست و بالا ہست یا نیست

❖

زمیں کو آسماں کا راز داں جان
مکاں تفسیرِ راز لامکاں جان
ذرا بڑھ تو بھی سوئے منزل دوست
یہ اُڑتی ریت رستے کا نشاں جان

❖

زمیں را رازدان آسمان گیر
مکاں را شرح رمز لامکاں گیر
پرد ہرذرہ سوئے منزل دوست
نشان راہ از ریگ رواں گیر

❖

ضمیر کن فکاں ہے تو ، نہیں اور
نشان بے نشاں ہے تو ، نہیں اور
نڈر بن ، دوست کی جانب بڑھے چل
یہ پہنائے جہاں ہے تو ، نہیں اور

❖

ضمیر کن فکاں غیر از تو کس نیست
نشان بے نشاں غیر از تو کس نیست
قدم بے باک تر نہہ در رہ دوست
بہ پہنائے جہاں غیر از تو کس نیست

❖

ہے گیتی خاک اپنے میکدے کی
ہے اپنا جام گردش آسماں کی
حدیث سوز و ساز اپنی نہ کچھ پوچھ
جہاں تمہید ہے اس داستاں کی

❖

زمیں خاکِ در میخانۂ ما
فلک یک گردش پیمانۂ ما
حدیث سوز و ساز ما دراز است
جہاں دیباچۂ افسانۂ ما!

❖

نہ اسکندر نہ شمشیر و علم ہے
خراج و شہر باقی ہے نہ بم ہے
ہیں قومیں بادشاہوں سے بھی محکم
ہے ایراں اب بھی، گو کے ہے نہ جم ہے

❖

سکندر رفت شمشیر و علم رفت
خراج و شہر و گنج و کان و بم رفت
امم را از شہاں پایندہ تر داں
نمے بینی کہ ایراں ماند و جم رفت

❖

مرے سینے سے ، دل تو نے ، چرایا
خزینہ لوٹ کر ، کس جا ، چھپایا
وہ میری آرزوئیں ، کس کو بخشیں
مرے دیرینہ غم کا ، کیا بنایا؟

❖

ربودی دل ز چاک سینہ من
بغارت بردہ گنجینۂ من
متاع آرزویم باکہ دادی
چہ کردی باغم دیرینۂ من

❖

مرے پاس اب وہ رنگ و بو نہیں ہے
زمین و آسماں اور سو نہیں ہے
بتا اے دل !؟ تجھے کیا اس نے چھوڑا
کہ اس ہنگامے میں اب تو نہیں ہے

❖

ز پیش من جہانِ رنگ و بو رفت
زمین و آسمان و چار سو رفت
تو رفتی اے دل از ہنگامۂ او
ویا از خلوت آباد تو او رفت

❖

نوائے زندگی کو ، جانتا ہوں
گو اس کے ساز سے واقف نہیں ہوں
گل اب قمری سے پوچھے ہے چمن میں
یہ کس کی لے ہے؟ میں واقف نہیں ہوں

❖

مرا از پردۂ ساز آگہی نیست
ولے دانم نوائے زندگی چیست
سرودم آنچناں درشاخسارم
گل از مرغ چمن پرسد کہ ایں کیست؟

❖

سر محفل ہیں میرے نغمے برپا
شرار زندگی مٹی کو بخشا
کیا نور خرد سے دل کو روشن
عیار دل پہ لا کے اس کو پرکھا

❖

نوا مستانہ در محفل زدم من
شرار زندگی در گل زدم من
دل از نور خرد کردم ضیاگیر
خرد را بر عیار دل زدم من

❖

عجم میری نواؤں سے جواں ہے
مرے جوشِ جنوں سے وہ گراں ہے
ہجوم اک راہ سے بھٹکا ہوا تھا
مری دھن سن کے اب وہ کارواں ہے

❖

عجم از نغمہ ہائے من جواں شد
زِسودایم متاعِ او گراں شد
ہجوم بود رہ گم کردہ در دشت
ز آواز درایم کارواں شد

❖

مری بے تاب جاں سے آگ بھڑکی
اٹھا کر سینۂ مشرق میں رکھ دی
مرے نالوں سے ہے یوں شعلہ ساماں
کہ جیسے اس کے اندر برق رکھ دی

❖

زجان بے قرار آتش کشادم
دل در سینۂ مشرق نہادم
گل او شعلہ زار از نالۂ من
چو برق اندر نہاد او فتادم

❖

خیال تازہ کیا لفظوں میں آیا
کہ جیسے پھول اِک جنت سے لایا
لرز اُٹھا ہے دل پتی کی صورت
جو اس پر قطرۂ شبنم در آیا

❖

خیالم کو گل از فردوس چیند
چو مضمونے غریبے آفریند
دلم در سینہ مے لرزد چو برگے
کہ بروے قطرۂ شبنم نشیند

❖

عجم کیا؟ اک سمندر بے کراں ہے
گراں الماس کے جس میں گہر ہوں
مری کشتی کو راس آیا نہ لیکن
وہ اک دریا نہ جس میں کچھ مگر ہوں

❖

عجم بحر یست ناپیدا کنارے
کہ دروے گوہر الماس رنگ است
ولیکن من نہ رانم کشتی خویش
بدریائے کہ موجش بے نہنگ است

❖

ہے فانی کارِ دُنیا یوں نہ کہنا
ہر اک لحظہ ابد پرور ہے اپنا
پکڑ اس ''آج'' کو محکم ترا ''کل''
زمانے میں چھپا ہے اس کو پانا

❖

مگو کارِ جہاں نا استوار است
ہر آنِ ما ابد را پردہ دار است
بگیر امروز را محکم کہ فردا
ہنوز اندر ضمیرِ روزگار است

❖

مجھے مشل نسیم ، آوارہ کر کے
مرے دل کو ، گل صد پارہ کر کے
پرکھنے سے نظر کو ، دور رکھا
شہیدِ لذتِ نظارہ کر کے

❖

مرا مشل نسیم آوارہ کردند
دلم مانند گل صد پارہ کردند
نگاہم را کہ پیدا ہم نہ بیند
شہید لذت نظارہ کردند

❖

خرد کر پاس کو ، زرینہ کردے
کمال اس کا ، کہ سنگ آئینہ کردے
مگر شاعر کی لے میں ، ہے وہ جادو
کہ نیشِ زندگی نو شینہ کردے

❖

خرد کر پاس را زرینہ سازد
کمالش سنگ را آئینہ سازد
نوائے شاعرے جادو نگارے
زنیش زندگی نوشینہ سازد

❖

پھل اپنی آرزو کا میں نے کھایا
نقابِ زندگی میں نے اُٹھایا
ڈرا اے ناوک فگن مالی سے اب کے
کہ پیغام بہار اب میں ہوں لایا

❖

ز شاخ آرزو بر خوردہ ام من
بہ راز زندگی پے بردہ ام من
بترس از باغباں اے ناوک انداز
کہ پیغام بہار آوردہ ام من

❖

مری لے سے عجم ، آتش بجاں ہے
صدا میری ، درائے کارواں ہے
حدی کرتا ہوں عرفی کی طرح تیز
ہے مشکل راستہ ، محمل گراں ہے

❖

عجم از نغمہ ام آتش بجاں است
صدائے من درائے کارواں است
حدی را تیز تر خوانم چو عرفی
کہ رہ خوابیدہ و محمل گراں است

❖

تو افرنگی خداؤں سے چھٹا ہے
مگر پھر گورو گنبد پر جھکا ہے
غلامی تجھ میں یوں رچ بس گئی ہے
کہ سنگِ راہ بھی، لگتا خدا ہے

❖

رمیدی از خداونداں افرنگ
ولے برگوروگنبد سجدہ پاشی
بدلا لائی چناں عادت گرفتی
ز سنگ راہ مولائے تراشی

❖

قبائے زندگی ہو چاک کب تک
تو چیونٹی بن کے اوڑھے خاک کب تک
اُڑ اب شاہین بن کے آسماں میں
چنے گا دانۂ خاشاک کب تک

❖

قبائے زندگانی چاک تا کے
چوموراں آشیاں در خاک تا کے
پرواز آ و شاہینی بیاموز
تلاشِ دانہ در خاشاک تا کے

❖

نشیمن لالہ و گل میں بنانا
سبق تجھ کو ہے بلبل کا ترانہ
بڑھاپے میں تجھے واجب ہے کچھ دن
زمانے کی جوانی سے چرانا!

❖

میانِ لالہ و گل آشیاں گیر
زمرغ نغمہ خواں درسِ فغاں گیر
اگر از ناتوانی گشتۂ پیر
نصیبِ از شباب ایں جہاں گیر

❖

وہ نقش تن جو ڈھالا جاں نے جاں میں
نمو کے جوش میں یہ گل دو رو ہے
ہزاروں شیوں میں پکڑے ہے جب ایک
بدن بن جاتا ہے یہ اس کی خو ہے!

❖

بجان ما کہ جاں نقش تن انگیخت
ہوائے جلوہ ایں گل را دو رو کرد
ہزاراں شیوہ دارد جان بے تاب
بدن گردد چو با یک شیوہ خو کرد

❖

سنی ہے قبر سے کل میں نے آواز
تلے اس خاک کے بھی زندہ ہیں ہم
فقط ہے سانس ان میں جاں نہیں ہے
جو حکم غیر پر چلتے ہیں ہردم

❖

بگوشم آمد از خاک مزارے
کہ در زیرِ زمیں ہم میتواں زیست
نفس دارد و لیکن جاں ندارد
کسے کو برمراد دیگراں زیست

❖

نہ ہو مٹی کی اس مٹھی سے مایوس
جو بے بنیاد لگتی ہے پریشاں
بناتی جب ہے فطرت ، کوئی پیکر
مکمل بھی یہیں کرتی ہے ، یہ مان

❖

مشو نومید از مشت غبارے
پریشاں جلوۂ ناپائیدارے
چو فطرت مے تراشد پیکرے را
مکمل مے کند در روزگارے

❖

ہے رنگ و بو کی دنیا کو سمجھنا
گل ایسے ہیں بہت جن کو ہے چننا
مگر صرفِ نظر کرنا نہ خود کو
جو اس کے اندروں ہے وہ پرکھنا

❖

جہان رنگ و بو فہمیدنی ہست
دریں وادی بسے گل چیدنی ہست
ولے چشم از درون خود نہ بندی
کہ در جان تو چیزے دیدنی ہست

❖

تو کہتا ہے میں سب کچھ ہوں ، خدا کیا
جہانِ آب و گل سب کچھ ہے بابا
یہ عقدہ کھل نہ پایا مجھ پہ اب تک
کہ جو دیکھا وہ سچ مچ میں بھی ، ہے کیا؟

❖

تو مے گوئی کہ من ہستم خدانیست
جہان آب و گل را انتہا نیست
ہنوز ایں راز بر من ناکشورد است
کہ چشم آنچہ بیند ہست یانیست

❖

کباب و مرغ میں کھاتا نہیں ہوں
نہ جام و مے سے ہے مجھ کو سروکار
غذا ہے گھاس ، گو میرے ہرَن کی
مگر خوشبو سے سرتاپا ہے سرشار

❖

بساطم خالی از مرغ و کباب است
نہ درجامم مے آئینہ تاب است
غزال من خورد برگ گیا ہے
ولے خون دلے او مشکناب است

❖

رگ مسلم میں ، میرا سوز بھڑکا
اور آنکھوں سے ، مرا ہی اشک ٹپکا
مگر ہے محشر جاں سے مرے ، دور
مری نظروں سے ، دنیا کو نہ دیکھا

❖

رگ مسلم ز سوز من تپید است
ز چشمش اشک بے تابے چکید است
ہنوز از محشر جانم نداند
جہاں را بانگاہ من ندید است

❖

ہے کیا یہ لامکاں ، عاجز بیاں ہے
جو تو اپنے کو سوچے ، تو عیاں ہے
ہے جیسے جاں چھپی ، تیرے بدن میں
اسی صورت ، وہ ہر اک جا ، نہاں ہے

❖

بحرف اندر نگیری لامکاں را
درون خود نگر ایں نکتہ پیداست
بہ تن جاں آنچناں دارد نشیمن
کہ نتواں گفت ایں جانیست آنجاست

❖

مزاجِ عشق ، یکساں کس نے دیکھا
کبھی شیشے کبھی پتھر سے ٹکرا
رُلاتا ہے تجھے ، وہ ، دور رکھ کر
مجھے دیکھو ، کہ اپنے پاس لایا

❖

بہر دل عشق رنگ تازہ بر کرد
گہے با شیشہ گہہ با سنگ سر کرد
ترا از خود ربودہ چشم تر داد
مرا با خویشتن نزدیک تر کرد

❖

عجب ہے، ہو کے، آب وگِل کا بندی
کہے ہے خود کو رومی یارقندی
میں پہلے آدمِ بے رنگ و بو ہوں
اور اس کے بعد ایرانی و ہندی

❖

ہنوز از ہند آب و گل نہ رستی
تو گوئی رومی و افغانیم من
من اول آدم بے رنگ و بویم
ازاں پس ہندی و تورانیم من

❖

جگر ، ذوق سخن نے ، خوں کیا ہے
غبارِ راہ کو ، شعلہ کیا ہے
مگر جب راز الفت ، کہنے بیٹھا
تو کہنے سے ، وہ اور اخفا ہوا ہے

❖

مرا ذوق سخن خوں درجگر کرد
غبار راہ را مشت شرر کرد
بگفتار محبت لب کشودم
بیاں ایں راز را پوشیدہ تر کرد

❖

وہ عقلِ پُرفتن سے باز آیا
دل اپنا عشق سے خونین بنایا
حکیم نکتہ داں، اقبالؔ ، مت پوچھ
اسے آخر ، جنوں ہی راس آیا

❖

گریز آخر ز عقل ذوفنوں کرد
دل خود کام را از عشق خوں کرد
زِ اقبال فلک پیما چہ پرسی؟
حکیم نکتہ دانِ ما جنوں کرد

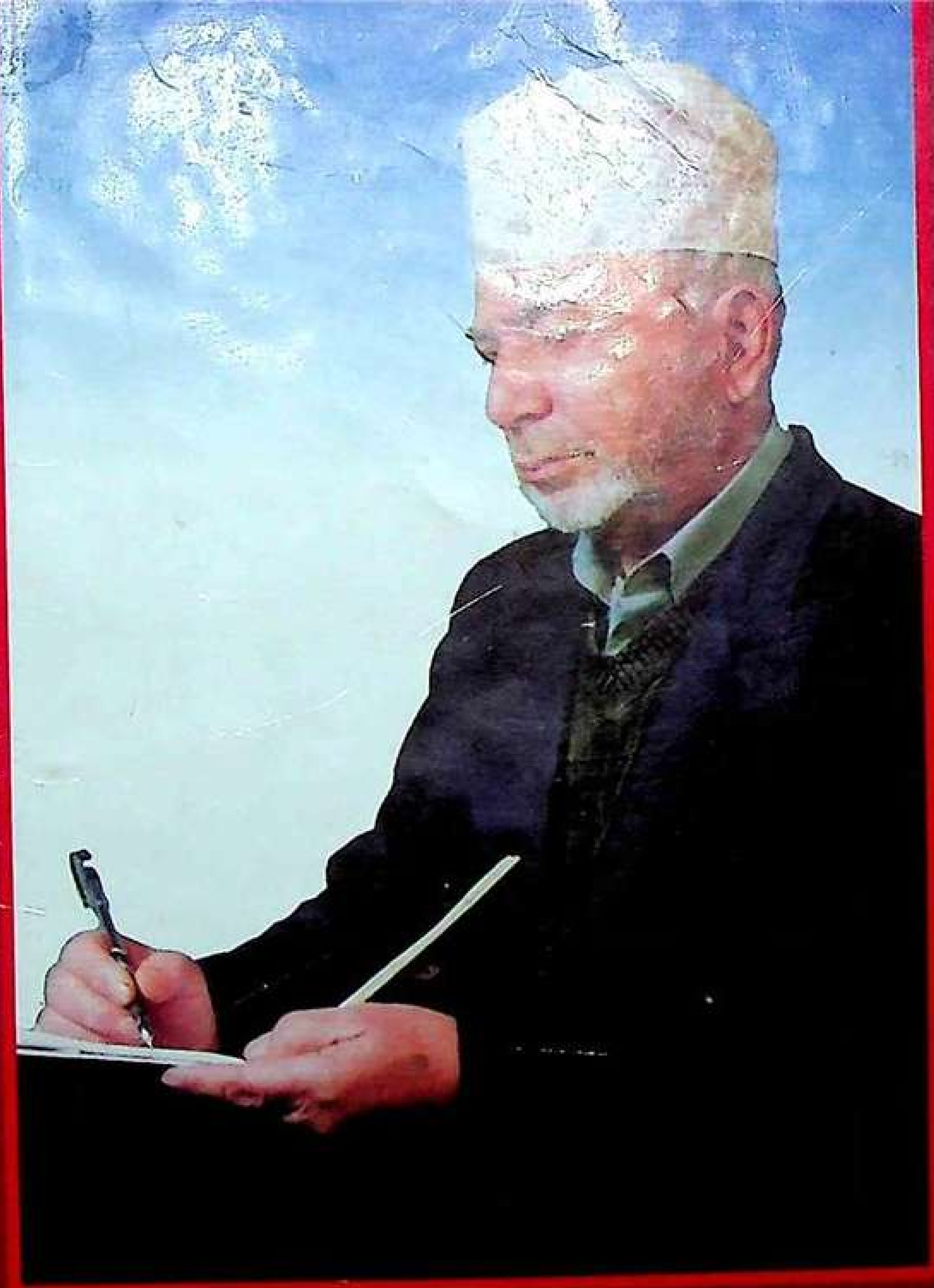

سلطان الحق شہیدی کاشمیری

اقبال انسٹی ٹیوٹ آف کلچر اینڈ فلاسفی کشمیر یونیورسٹی

Printed at:
Mehak Printing Press
Cell: +91-9419063159